

آہ حضرت الاستاذ

۲۸ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ منگل اور بدھ کی درمیانی رات مطابق ۳ ستمبر جنوبی افریقہ کے وقت کے مطابق رات ۸ بجے اور ہندوستانی وقت کے مطابق ۱۱:۳۰ بجے حضرت الاستاذ مولانا یعقوب عیسیٰ صاحب پھر کو دروی ثم راندیری نے سفر کی حالت میں بین السماء والارض ہوائی جہاز ہی میں جان جان افرین کے سپرد کی

انا لله وانا اليه راجعون غفر الله له ورفع درجاته وجعل الجنة مثواه

اللهم اغفر له وارحمه ، وعافه واعف عنه ، واكرم نزله ، ووسع مدخله ، واغسله بالماء والثلج والبرد ، ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس ، وابدله دارا خيرا من داره ، واهلا خيرا من اهله ، وادخله الجنة ، واعذه من النار و من فتنة القبر برحمتك يا ارحم الراحمين وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين

حضرت الاستاذ تقریباً پچھلے تین سال سے گردے کی صفائی (DIALYSES) کے مریض ہو گئے تھے ہفتہ میں دو مرتبہ صفائی کا عمل کروانا ہوتا تھا اور یہ عمل کروانے کیلئے چار گھنٹے درکار ہوتے تھے خود باکریہ عمل کرواتے آنے کے بعد صحاح ستہ کی مشہور و معروف کتاب الجامع الصحیح کا درس دیتے اور رات اسکے لئے بھرپور تیاری کرتے مگر قربان جانے انکی ہمت پر اس طویل عرصہ میں جان لیوا ~~بیماری~~ کے باوجود ایک دن کا درس بھی مانع نہ ہونے دیا

اس سال آنحضرت نے ۲۰ رمضان کو ہندوستان کا سفر کیا اور مکمل دو ہفتہ راندیری کے قیام کے درمیان قرب

و جوار اور بعض دور مقامات پر وعظ و نصیحت تبلیغ و ارشاد کے خاطر سفر فرمائے ۲۵ اگست کو واپسی ہوئی اسکے بعد کا مکمل ایک ہفتہ موت و حیات کی کشمکش میں گزارا ۳ ستمبر کو دوبارہ ہندوستان لے جانے کا فیصلہ کیا اور علی الصباح ۱۱:۳۰ کی فلائٹ سے پرواز کی

اتقر منگل کے روز علی الصباح عبادت و زیارت کیلئے حاضر ہوا انہیں خوب اچھی حالت میں پایا مصافحہ معانقہ کے بعد انہیں ایئر پورٹ کی جانب رخصت کیا کے معلوم تھا کہ یہ آخری دیدار ہے

حاصل شدہ اطلاعات کے مطابق پرواز کے پانچ گھنٹے تک بے قراری کا عالم رہا مگر اس بے قراری میں بھی انکے انفاس متبرکہ ہمہ تر یاد خدا صبر و رضا تشکر و تسلیم میں صرف ہوئے اور خالہ جان کی اطلاع کے مطابق جو برگ سے سوار ہونے کے بعد مسلسل انکی زبان پر اللہ اللہ کا ذکر جاری رہا اور ابھی اتران میں تین گھنٹے باقی تھے کہ آپ نے اپنی ہی جگہ بیٹھے ہوئے ۷۱ اللہ کی ضربوں کے ساتھ بجائے نزول کے عروج کو اختیار فرمایا ان للہ ما اخذ وان للہ ما اعطی

بہی سے آپ کے جد غاک کی کو رائدیر لایا گیا

حضرت الاستاذ کیلئے رائدیر محبوب ترین قیام گاہ تھی انہوں نے اسکو اپنا وطن اصلی بنایا تھا زندگی کے تقریباً ۳۳ سال وہاں گزارے تھے تدریس کے زمانہ میں بھی وہ شاید و باید اپنے آبائی وطن کی طرف رخ کرتے

جنوبی افریقہ کے ۱۷ سالہ طویل قیام کے دوران بھی رائدیر کی یادیں انکے دل و جان سے محو نہ ہوئیں اور بیماری کے ایام میں یہ یادیں اور ابھر آئیں اور بے ساختہ زبان سے یہ جملہ ارشاد فرمایا موت حرمین کی یا رائدیر کی دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی یہ دعا اتر لائے بغیر کیا رہ سکتی تھی تکیوں کی طور پر ایسے اسباب ہو گئے انکی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور وہ اپنے محبوب استاد حضرت مولانا مفتی عبدالغنی کاوی صاحب نور اللہ مرقہ کے جوار ہی میں ہمیشہ کیلئے آسودہ خاک ہوئے

دارالعلوم اشرفیہ جو انکی تمنائوں اور آرزوؤں کا مرکز رہا وہاں ہی کے درجات علیا کے اساتذہ کرام جو تقریباً تمام ہی آپ سے تلذذ کا شرف رکھتے ہیں انہوں نے غسل و کفن کی اخیری خدمات کی سعادت حاصل کی اور ظہر کی نماز کے بعد کھلے میدان میں عارف باللہ محبوب العلماء والفقہاء فقہ گجرات قبلہ مفتی احمد صاحب نانپوری ادام اللہ تلہ نے علماء صلحاء طلبہ اور اہل تعلق کے ایک جم غفیر کے درمیان صلوة جنازہ پڑھائی انہیں اخیری منزل کی طرف لے جایا گیا

سینکڑوں سوگواروں نے انہیں لرزتے دل اور بہتی آنکھوں کے ساتھ سپرد خاک کیا

اللہم اجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ

اذکروا محاسن موتاکم کے پیش نظر

حضرت الاستاذ کی بعض خصوصیات کا ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا

حضرت الاستاذ کی پہلی اور امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ آپ ایک کامیاب باکمال مدرس تھے ۴۰ سال تک تسلسل کے ساتھ پڑھاتے رہے وفات کے چند روز قبل بھی بخاری شریف کا درس دیا اس طویل عرصہ میں درس نظامی کی شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو چکی تدریس کی نوبت نہ آئی ہو

۱۔ حضرت الاستاذ واقعی استاذ تھے اور تدریس کا حق ادا فرماتے تھے آپ کا درس انتہائی دل نشین اور دل چسپ تھا آپ مشکل سے مشکل بحث کی تقریر اس طرح فرماتے کہ مسئلہ پانی ہو کر رہ جاتا

نیز اللہ نے طبیعت میں ظرافت کا ایک خاص ذوق رکھا تھا مفتی اور مسیح عبارتیں انکی نوک زبان رہتی تھیں

درس کے درمیان انکے ظریفانہ جملوں کی وجہ سے درس کی مجلس باغ و بہار ہو جاتی اور طلبہ بوجھ محسوس کئے بغیر اپنا دامن بھر کر لوٹے

دوران درس بعض خاص خاص جملے جو آپ کے محکمہ کلام کی حیثیت رکھتے تھے ایسی کئی عبارتوں کو آپ کی تربیت یافتہ طالبات نے مستقل انگریزی ترجمہ کے ساتھ جمع کر دیا ہے

۲۔ حضرت الاستاذ نے ویسے تو درس نظامی کی تقریباً تمام ہی کتب کا درس دیا ہے اور تمام ہی دروس مقبول رہے مگر آپ کا ترجمہ القرآن کا درس خواص و عوام کے درمیان خوب ہی مقبول رہا عام طور پر مفسر تھانوی رحمہ اللہ اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے عاشق رہے آپ کا کوئی بھی قرآن مجید کا درس ان دونوں مفسروں کے اقوال سے خالی نہ ہوتا آپ کے دروس قرآن کو کئی طالب علموں نے کیسٹوں میں ضبط کر لئے ہیں خدا کرے اسے منظر عام پر لانے کی کوئی سبیل نکل آئے

۳۔ درس و تدریس کے ساتھ انہوں نے اپنے آپ کو دارالعلوم کی چار دیواری میں مقید نہیں رکھا بلکہ راندیر کے ۲۴ سالہ طویل قیام کے دوران سورت اور اطراف سورت کا شاید کوئی شہر یا دیہات باقی رہا ہو جہاں آپ کے اصلاحی دعوتی تبلیغی و دینی پروگرام نہ ہوئے ہوں، راندیر کے قیام کے دوران وہاں کی مشہور و معروف عظیم جامع مسجد (HAJIRA MASJID) جہاں کے خطیب و امام فقیہ ہند و مفتی اعظم مفتی عبدالرحیم لاہوری رحمہ اللہ تھے حضرت مرحوم و مغفور کو ان کا بھی خاص

اعتماد حاصل رہا اور۔ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد رضا اجمیری صاحب رحمہ اللہ کی عدم موجودگی میں جمعہ کی نماز سے قبل خطاب کے لئے آپ ہی کو بلایا جاتا اور حضرت کی جگہ آپ کا خطاب ہوتا اور ہر بیان و پروگرام کے بعد حضرت مفتی صاحب تحمیں و تعریف فرماتے

اسی دور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب رحمہ اللہ [م ۱۹۹۴] اور شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد اللہ صاحب رحمہ اللہ [م ۱۹۸۳] دونوں حضرات اپنی پیرانہ سالی اور کثرت مشاغل کی وجہ سے پروگرام میں نہ جاسکتے تو حضرت مرحوم و مغفور ہی کو اپنی جگہ روانہ فرماتے

نیز ربیع الاول کے ہونے والے سیرت کے پروگرام اور محرم میں شہادت حسین کی نسبت پر ہونے والے پروگرام کے خطباء کے ناموں میں آپ کا اسم گرامی ہمیشہ نمایا رہا

۴۔ رمضان کی تعطیلات میں برسہا برس آپ نے اہالیان دمن اور نوابپور اور انیر میں برطانیہ کے مختلف شہروں میں جاکر وہاں کے عوام اور خواص کو فیضیاب فرمایا اور آج بھی آپ کے اصلاحی مواعظ کی گونج سنائی دی جا رہی ہے

۵۔ حضرت الاستاذ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی رہی کہ باوجود شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہونے کے نیز علم و عمل و فضل کی جامعیت کے باوجود سادہ زندگی گزاری اور تواضع اور فروتنی کا یہ عالم تھا کہ کوئی اجنبی دیکھنے والا پتہ بھی نہیں لگا سکتا تھا اس سادہ سے پیکر میں علم و فضل کے کیسے خزانے جمع ہیں

وہ اپنے شاگردوں اور چھوٹوں سے بھی بہت بے تکلف ہو جاتے اور ملاقات کیلئے آنے والوں کے اکرام و اعزاز میں کوئی کمی نہ فرماتے

۶۔ حضرت الاستاذ کے مطالعہ و کتب بینی کا ایک خاص انداز تھا وہ مطالعہ کے دوران کاپی و قلم ساتھ رکھتے جہاں کوئی تحقیقی مواد تفسیری نکات یا کوئی اہم ملفوظ نظر سے گزرتا فوراً ہی قلم بند فرمالیتے

آج نہ معلوم انہوں نے اپنے پیچھے ایسی کتنی ہی کلیں چھوڑی ہیں اگر اسے نکالا جائے اور انتخاب کر کے کتابی شکل دی جائے تو اچھا خاصہ کثکول تیار ہو سکتا ہے

۷۔ حضرت الاستاذان سعید اور نیک بخت انسانوں میں سے تھے جنکے زندگی کے ۴۰ سال قرآن و حدیث ہی کی فضاء میں پورے ہوئے پابند نے وقت کا یہ حال تھا کہ جس نے پہلوں کی یاد تازی کردی جان لیوا بیماری میں درس مانع نہ کیا الحمد للہ اسکا ہی نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنے پیچھے فیض حاصل کرنے والے طلبائے کرام کی ایک بھاری جماعت تیار کردی آج بھی آپ کے تربیت یافتہ طلبائے کرام گجرات اور بیرون گجرات اہم باوقار و متنی مناصب پر فائز ہو کر خدمت دین میں مصروف ہیں جو آپ کیلئے ان شاء اللہ تاقیامت صدقہ جاریہ رہے گا دارالعلوم اشرفیہ کے باوقار مہتمم حضرت مولانا یعقوب اشرف صاحب اور وہاں کے شیخ الحدیث صاحب زادہ گرامی قدر حضرت قاری عبدالرشید صاحب اجمیری زید مجدہا وکر مہادونون ہی حضرت کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں

8۔ راندیر کے قیام کے دوران آپ کا فیض گجرات کے حدود تک محدود رہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیض کو عام و تمام کرنے کی ایک تکوینی صورت پیدا فرمائی اور آپ جنوبی افریقہ شریف لائے یہاں کے مشہور و معروف مدرسۃ البنات میں تقریباً 18-19 سال تک بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس دیا یہاں کے قیام کے دوران دنیا کے مختلف ملکوں کی طالبات آپ سے فیضیاب ہوئیں ان میں امریکہ، کینیڈا، لندن، ریونین، موریشس، زامبیا، زمبابوے، ملاوی اور بوسوانہ اور نہ معلوم کن کن ملکوں کی طالبات نے آپ سے فیض اٹھایا، یہاں کی آمد ایک ہمانہ تھی حق مجہد کو یہ منظور تھا کہ ان کا فیض دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جائے

9۔ اصل میں حضرت الاستاذ کے ساتھ یہاں ۱۹ سال اور راندیر کے قیام کو شامل کر لیا جائے تو ۲۵ سال تک رہنے کا اور بہت ہی قریب سے ان کو دیکھنے کا موقع ملا

اور اس حقیر کے اس ملک میں براہ راست وہی ایک استاذ تھے اس لئے ہر وقت آنا جانا رہا مشورے بھی انہیں کے ساتھ ہوتے رہے احقر کا اندرون ملک یا بیرون ملک سفر ہوتا تو انکی خدمت میں دعا کے لئے حاضری کا معمول ہو گیا تھا اخیر سی سفر منگل کے روز جب روانہ ہو رہے تھے اس وقت بھی علی الصباح حاضر ہو کر مصافحہ معافہ کی سعادت حاصل کر کے انہیں استودع اللہ دینکم

وامانتکم و خواتیم اعمالکم کے ساتھ رخصت کیا

ایک ایسے استاد اور مشفق و مہربان مربی جنکے ساتھ پچیس سال تک تعلق رہا ہو ضروری ہے اور انکا حق بھی بنتا ہے {اگرچہ اب وہ جس عالم میں ہیں وہاں انکو اس کی ضرورت نہیں} ان کے متعلق اپنے تاثرات کو ذکر کیا جائے

ہم جس عالم میں ہیں اسکا یہ دستور ہے کہ جانے والوں کی یاد اور تذکرہ سے قلب حزین کو تسکین دی جائے اور جو جانتے ہیں یا بہت کم جانتے ہیں انکو جانے والے کے محاسن و کمالات سے واقف کرانے کی کوشش کی جائے

کیا عجب ہے کہ مرحوم کے سینکڑوں تلامذہ جو ہندو بیرون ہند پھیلے ہوئے ہیں اور آپ کی تربیت یافتہ سینکڑوں طالبات ان سب کے لئے اس میں کوئی سبق اور ترغیب و تشویق کا سامان ہو

مذکورہ بالا جذبہ ہی کے پیش نظر اوپر کی سطریں قلمبند کی گئی ہیں اور حضرت الاستاذ کے حق کے ادا کرنے کی سعی نامتام

۱۰۔ حضرت الاستاذ الوداع یہ دنیا آمدورفت ہی کی جگہ ہے نہ یہاں کوئی ہمیشہ رہا نہ کوئی ہمیشہ رہے گا اور ہر ایک کو اسکے وقت مقررہ پر جانا ہی ہے مگر ہمیں اس کا افسوس رہے گا کہ ہم آپ کی قدر و منزلت کو نہ پہچان سکے اور آپکے فضل و کمال کی معرفت سے کما حقہ نا آشنا ہی رہے اب ہمارے پاس دعاؤں کے علاوہ تسلی کا کوئی سامان نہیں حق تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے۔ آمین

آپ کی صبر آزماں بیماری کو آپ کیلئے کفارہ سینات اور رفع درجات ثابت فرمائے

انیر میں اللہ تعالیٰ ہماری خالہ جان جنہوں نے ہمارے حضرت کی علالت کے زمانہ میں خدمت کی ایک مثال قائم کر دی انہوں نے جس محبت عزم و ہمت سمجھ بوجھ باریک بینی اور استقامت کے ساتھ جو خدمت کی ہے وہ اس دور میں کم دیکھنے میں آتی ہے۔ اور انکی صاحبزادیاں اور انکے صاحبزادہ گرامی قدر مولوی اوئیں اور انکے داماد حضرت مولوی اقبال صاحب تمام ہی کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے

اور ہم تمام ہی تلامذہ کو مرحوم و مغفور کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

اخیر میں دارالعلوم اشرفیہ کے موجودہ باوقار مہتمم حضرت مولانا یعقوب اشرف صاحب اور وہاں کے شیخ الحدیث صاحب زادہ گرامی حضرت قاری عبدالرشید صاحب انصاری زید مجدہما وکرمہما اور انکے رفیق مولانا اقبال صاحب نیز حاجی اشرف صاحب صاحبزادہ استاذ محترم حضرت مولانا عبدالغنی کاوی صاحب نور اللہ مرقدہ ہم سب تلامذہ کی طرف سے شکر یہ کے مستحق ہیں کہ ان حضرات نے اپنے مرحوم استاد کو آخری منزل تک پہنچانے کے لئے غسل سے دفن تک تمام انتظامات کئے۔

فجزاہم اللہ احسن الجزاء

شریک غم:

عباس بن آدم سرپرست ڈوہالوی

ناوم دارالعلوم زکریا

0027118591809

Obituary of Hazrat Mawlana Ya'qub Isa Kawdrawi Sahib (R.A.)

بسم الله الرحمن الرحيم

In the name of Allah, the Most Gracious, Most Merciful

It was a Tuesday night, the 28th of Shawwal, 1434, corresponding to the 3rd of September, 2013. The time was 8:00 pm in South Africa and 11:30 pm in India. Hazrat Mawlana Ya'qub Isa Kawdrawi Sahib's plane had taken off safely, and was proceeding steadily en route to India. Aboard this plane, suspended between the heavens and earth, our beloved teacher Hazrat Mawlana Ya'qub Isa Sahib breathed his last and returned to his creator.

To Allah we belong and to Allah we will return. May Allah forgive him, elevate his station, and make Paradise his abode.

Oh Allah forgive him and have mercy on him. Grant him well being and pardon him. Make his stay hospitable and expand his grave. Bathe him with water, snow, and ice. Cleanse him of sin just as a white garment is cleansed of dirt. Grant him a new home better than his home. And grant him a family better than his family. Enter him into Paradise. Protect him, through your mercy, from the fire and from the trials of grave, O Most Merciful One. And send blessings upon the best of creation, Muhammad, and upon all of his family and companions.

For a full three years prior to his passing, Hazrat suffered from an acute kidney ailment that required him to undergo dialysis twice a week, with each treatment taking up to four hours. Despite this debility, Hazrat remained tenaciously devoted to teaching, and would continue to deliver his lessons on Imam Bukhari (R.A.) famous *al-Jami' as-Saheeh*. Despite his deteriorating condition and terminal illness, Hazrat would spend his nights in preparing the following day's lesson, and remained extremely punctual in his lessons, never missing class.

Earlier that year, on the 20th of Ramadan, Hazrat Mawlana Ya'qub Sahib travelled to Randair, India, staying there for a complete two weeks. Throughout the duration of his stay, Hazrat regularly travelled near and far to give advice, deliver lectures, and conduct educational programs. On the 25th of August, Hazrat Mawlana returned to South Africa. His health began to deteriorate after returning, and for a week thereafter, he remained in critical condition. In this state, he decided to make a second trip to India, and on a Tuesday morning, September 3, 2013, he departed on an 11:30 am flight.

That Tuesday morning, prior to his flight, I went to visit him, finding him to be feeling fine and in high spirits. I dropped him off at the airport, and bid him farewell with a hearty handshake and warm embrace. Little did I know that this meeting would be our very last.

Hazrat remained extremely uneasy for the first five hours of the flight, according to the news we received. However, despite his discomfort, he remained patiently engaged in the remembrance of Allah, thanking him, and submitting himself to His decree. According to my Aunt's report, from the time he departed Johannesburg, Hazrat Mawlana remained engaged in dhikr, with the words 'Allah, Allah' on his tongue. With three hours left till landing, Hazrat Mawlana began chanting 'Illa Allah' with a *darb*, and with that, while seated in his place, he ascended to his Creator.

ان الله ما اخذ و له ما اعطى

Whatever Allah takes belongs to Him, and to Him belongs what He gives.

Hazrat Mawlana's body was then brought from Bombay to Randair. Randair always held a special place in Hazrat's heart and remained his preferred place of residence. He lived there for thirty-four years and designated it as his *watn asli* (primary residence). After leaving India, Hazrat would continue to reminisce over Randair, without his seventeen-year stay in South Africa serving to diminish that in any way. His nostalgia only increased during his illness, and he would sometimes impulsively say, 'How I wish, from the inner-most depths of my heart, that my death take place either in the *Haramain* (sacred precincts in Makkah al Mukkaramah and Madinah al Munawwarah) or in Randair.' Perhaps it was the effect of this *dua* that this deep seated desire of Hazrat was realized, and Allah had it that he was buried in Randair, where he will forever remain beside his beloved teacher Mawlana Abdul Ghani Kawi, may Allah enlighten his grave.

Darul Uloom Ashrafiyya always remained the center of Hazrat Mawlana Ya'qub Sahib's thoughts and object of his desire. In addition, almost every single senior, leading teacher of Darul Uloom Ashrafiyya holds the honour of having studied with Hazrat. These teachers had the additional honour of preparing his *ghusl* (pre-burial ritual bath) and *kafn* (dressing of the deceased). After the *Zuhr* prayer, in front of an enormous crowd of scholars, pious people, students of *ilm*, and others, *Arif billah*, *Faqih* of Gujrat, Mufti Ahmad Khanpuri Sahib lead the *janaza* prayer. Hazrat was then taken towards his final resting place. Hundreds of mourners gathered to witness the burial, and with heavy hearts and teary eyes, they lowered Hazrat into the ground.

اللهم اجعل قبري روضة من رياض الجنة

Oh Allah, make his grave into a garden of the gardens of Paradise.

In light of the narration,

‘اذكروا محاسن موتاكم’

‘Recall the merits of the deceased’,

it would not be out of place to mention certain merits of Hazrat Mawlana Ya'qub Isa Sahib. Despite the fact that Hazrat is not in any need of my praise, I deem it his right upon me that I mention what a kind teacher and compassionate mentor he was, and the influence he had. It is the custom of the world we live in that broken, grieved hearts find consolation in extolling the deceased, and that those unaware of the persona of a deceased be informed of virtues. Thus it is no surprise that his many students take admonition from his passing, and be infused with passion to continue his legacy. It was this passion that drove me to pen these lines, though, in spite of doing so, I remain unable to discharge Hazrat's right. The following are a few of Hazrat's many marks of distinction:

- The greatest of Mawlana Ya'qub's merits was that he was an unrivalled, exceptional teacher. He remained teaching day in and day out for forty consecutive years. Just days before his death he was delivering a lesson on Sahih al-Bukhari. Throughout Hazrat's lengthy tenure, there was hardly a book of the celebrated *Dars Nizami* curriculum that he did not teach. Moreover, Hazrat

was a teacher in the truest sense. His lessons were lively, powerful, and moving. His explanations were so lucid that he would make even the most difficult passages would seem easy. There was also a certain wittiness about Hazrat's nature. He would constantly have a rhyming, cadent passage on the tip of his tongue. Due to these witty statements of his, Hazrat's lessons would always be animated and lively. Students would sit through his entire lesson without feeling burdened in the least.

While teaching, there were certain quotes that Hazrat Mawlana (R.A.) would routinely say. In fact, these were so customary that some of his students compiled them into a book, along with their corresponding English translations.

- Though Hazrat taught almost every book in the *Dars Nizami* curriculum, and all of his lessons were excellent, his lessons on *tarjumah* (translation) of the Quran held particular merit. These were greatly received both by students and the laity. Hazrat had especial love for the tafsir of Hazrat Mawlana Ashraf Ali Thanwi (R.A.) (author of *Bayan al-Quran*) and Allama Alusi (R.A.) (author of *Ruh al-Ma'aani*). There was hardly a tafsir lesson of his devoid of mention of those two authors. Many students also recorded his tafsir lessons on cassette tapes. We ask that Allah make these publically available.
- Hazrat never remained confined to the four walls of the *madrasa*. Alongside teaching, he remained actively engaged in conducting educational programs, delivering *islahi* (reformative) lectures, and *da'wah* and *tabligh* (propagation and dissemination of faith). There was hardly a city or valley in the entire state of Surat, India that Hazrat did not visit for the sake of conducting one program or another throughout his twenty-four year stay in Randair.

Hazrat Mufti Abdur Raheem Sahib Lajpuri (R.A.), the Grand Mufti of India and Imam and Khatib of the famous Hajira Masjid in Randair, also relied heavily on Hazrat. Whenever *Shaykh al-Hadith* Mawlana Raza Ajmeri (R.A.) was absent, Mawlana Ya'qub Isa Sahib would be requested to deliver the speech before the *jumuah* prayer in Mawlana Raza Ajmeri (R.A.) place. After these speeches, Mufti Abdur Rahim Sahib Lajpuri (R.A.) would always praise and endorse what Mawlana Ya'qub Sahib said.

On this same note, whenever *Shaykh al-Hadith* Mawlana Raza Ajmeri (R.A.) (d. 1994) or *Shaykh al-Hadith* Mawlana Ahmadullah (R.A.) (d. 1983) would be unable to attend any engagement, they would send Mawlana Ya'qub Sahib in their place. Mawlana Ya'qub would also regularly speak in annual *sirah* programs during the month of Rabi' Awwal, and also on the topic of the martyrdom of Sayyidina Husain (may Allah be pleased with him) during the month of Muharram.

- Hazrat would regularly travel during Ramadan. Scores of people would benefit during these lecture tours. During his earlier years, Hazrat would normally visit Daman and Nawapur in India, and later on in his life, Hazrat began to tour England during Ramadan. It is as if the echo of these lectures and advices still resonates.

- One of the most unique things about Hazrat Mawlana Ya'qub Sahib was that despite the immense knowledge that he had, any titles that he had received, and the position of Shaykh al-Hadith that he held, he led an extremely simple life. He was such an exemplar of humility that an onlooker would hardly fathom that within such a seemingly simple exterior lay such an internal treasure trove of knowledge, wisdom, and piety.

He was also very casual and not unnecessarily formal with his students and juniors. He would always honor the many guests who came to visit him.

- Hazrat would always keep a pen and notebook at his side when he was reading. Whenever he would happen across an interesting point, he would immediately write it down. It is not even known how many of these notebooks Hazrat left behind. If these were to be compiled together, they would easily form a whole series of books.
- Hazrat was someone fortunate enough to have spent 40 years of his life under the shade of the Quran and Hadith. He was the quintessence of consistency, such that he evoked memories of glorious scholars of the past. Despite suffering from a terminal illness, he never allowed himself to miss a lesson. The result of this dedication is that today there remains a great group of Hazrat's students, all nurtured under his spiritual tutelage, trailing in his legacy, and serving Islam in respectable posts both inside and outside of Gujarat. We hope that this will be a means of *sadaqah jariya* (perpetual reward) for Hazrat until the Day of Judgment. The respectable principal of Darul Uloom Ashrafiyya, Mawlana Ya'qub Ashraf Sahib and the current *Shaykh al-Hadith*, Qari Abdur Rasheed Ajmeri Sahib (may Allah Ta'ala increase them in nobility) were both nurtured under his tutelage and inherited from his spirituality.
- While Hazrat was in Randair, it may have been that his *faid* (spiritual influence) was confined to Gujarat. Then, through an unseen course, Allah Ta'ala unfolded a means for Hazrat's reach and influence to permeate the world. After over two decades in Randair, Hazrat moved to South Africa, where he took up the post of *Shaykh al-Hadith* and taught *Sahih Bukhari* and *Sunan Tirmidhi* in the famous girls' *madrasa* for 18-19 years. Students from all over the world flocked to South Africa to study at Hazrat's feet, coming from such countries as the USA, Canada, England, Reunion, Mauritius, Zambia, Zimbabwe, Malawi, Botswana, and countless others. It is as if Hazrat's moving to South Africa was but an excuse for his scope to expand, and the fruits of his efforts to be delivered to the corners of the globe.

I was fortunate to have spent a total of 25 years in Hazrat's company (19 years in South Africa and 6 years in Gujarat). During this period, I enjoyed his close company and I was able to observe him at an intimate level.

Mawlana Ya'qub was actually the only of my teachers whom I studied with who had moved to South Africa. Due to this, I was in constant contact with him, and I would consult him whenever necessary. Whenever I would travel locally or abroad, I made it a practice to first visit him and request his *duas*.

When Hazrat was departing for his final journey to India in which he passed away, I had the fortune of meeting him before he left. With a handshake and a warm embrace, I bade him farewell and prayed, 'I entrust your faith, well-being, and the conclusion of your actions to Allah.'

This world is but a transitory realm, none has stayed for eternity, nor will anyone remain. Each has to depart at his appointed time. However, it still remains a source of grief that we were not able to recognize Hazrat's lofty station during his life, and that we remained incognizant of his many virtues. Alas, now we have nothing to console ourselves but *dua*. We ask that Allah Ta'ala grant Hazrat Mawlana the highest stations of *Jannah al-Firdaws* and that Allah Ta'ala make Mawlana's trying sickness a means of expiating his sins and exalting his status.

Also, all of us students are indebted and owe our thanks to Mawlana Ya'qub Ashraf Sahib, the respectable principal of Darul Uloom Ashrafiyya, and the *Shaykh al-Hadith*, Qari Abdur Rasheed Ajmeri Sahib (may Allah increase their nobility), and their companion Mawlana Iqbal, and Haji Ashraf, the son of Mawlana Abdul Ghani Kawi (may Allah enlighten his grave). They presided over our beloved teacher's transition to his final abode by giving him a ritual bath (*ghusl*) and facilitating his funeral and burial.

In conclusion, I pray that Allah grant my Aunt, her son Molwi Owais, her daughters, and son-in-law Molwi Iqbal patience and abundant reward. During Hazrat's final illness, my Aunt was a model of service, compassion, courage, collectedness, and wisdom, the likeness of which is rarely witnessed in our times. May Allah also allow all of us students to follow in our beloved teacher's footsteps.

Ameen

With a heavy heart,

Abbas bin Adam Sarigat

Servant of Darul Uloom Zakariyya

0027118591809